چند قواعدِ فقہیہ کی وضاحت

علامہ ابوالعرفان محمد انور مگھالوی

(قسط نمبر ۲)

قاعدہ نمبر ۹:

"مَا جَازَ لِعُذْرٍ بَطَلَ بِزَوَالِهِ.

(وہ شئی جس کا استعمال عذر کے سبب جائز ہو عذر ختم ہوتے ہی اس کا حکم باطل ہو جاتا ہے)۔

معذور آدمی کے لئے دوران عذر بعض افعال و اعمال اور اشیاء کے استعمال کی اجازت شرعاً دی گئی ہے مگر ان کے جواز کا حکم عذر کے ساتھ مقید ہوتا ہے اور جونہی وہ عذر زائل ہوتا ہے تو ساتھ ہی وہ حکم بھی باطل ہو جاتا ہے۔

مثالیں:

تیمم کرنا شرعاً جائز ہے مگر اس کیا سباب مختلف ہیں مثلاً پانی کا نہ پانا، بیماری کے سبب پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا اور شدید سردی میں اعضاء کے شل ہونے کا اندیشہ ہونا وغیرہ یہ وہ اعذار ہیں جن کے سبب تیمم کے جواز کا شرعی حکم دیا گیا ہے۔ جب ان میں سے کوئی ایک عذر بھی پایا جائے گا تو تیمم کرنا جائز ہوگا۔ مگر جونہی یہ اعذار زائل ہوں گے مثلاً پانی کا مل جانا، صحت یاب ہونے کے بعد پانی کے استعمال کا نقصان دہ نہ ہونا اور سردی کی شدت میں کمی آنے کے سبب اعضاء کے تلف ہونے کا اندیشہ نہ رہنا وغیرہ تو تیمم کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ وضو کے ساتھ نماز کی ادائیگی لازم ہوگی۔

۲۔ شہادت علی الشہادت جائز ہے۔ مگر اس کا سبب یہ ہے کہ اصلی گواہ کسی معقول عذر کے سبب مقررہ وقت پر قاضی کے پاس حاضر ہونے سے قاصر ہوں مثلاً ان کا بیمار ہونا یا مسافت منقطعہ پر غائب ہونا وغیرہ تو ایسی صورت میں فرعی گواہ پیش ہو سکتے ہیں مگر جونہی اصلی گواہوں کا عذر زائل ہوگا تو فرعی شہادت کا جواز بھی ختم ہو جائے گا اور اگر انہوں نے شہادت دی تو اس کا اعتبا نہیں ہوگا۔

۳۔ بیٹھ کر اور اشارے کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز ہے مگر اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی بیماری اور تکلیف کے سبب کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو یا رکوع وسجود پر قادر نہ ہو۔ لیکن جونہی وہ رکوع وسجود اور قیام وغیرہ پر قادر ہوگا تو بیٹھ کر یا اشارے کے ساتھ نماز کی ادائیگی بھی جائز نہیں ہوگی۔

۴۔ مقیم کے لئے مسح علی الخفین کی مدت ایک دن اور ایک رات ہے جبکہ مسافر کے لئے یہ مدت تین دن اور تین راتیں ہیں۔ مدت ختم ہوتے ہی خفین اتار کر پاؤں دھونا لازم ہوتا ہے۔ ہاں اگر اتنی شدید سردی ہو کہ خفین اتار کر پاؤں دھونے سے ان کے شل ہونے کا اندیشہ ہو تو اس عذر کے سبب مسح کو جاری رکھنا جائز ہے مگر بعد ازاں جونہی سردی کی شدت کم ہوگی تو پھر ان پر مسح کرنا بھی جائز نہیں ہوگا بلکہ خفین اتار کر پاؤں دھونا لازم ہوگا۔

۵۔ عام حالات میں تصویر بنوانا جائز نہیں مگر ایسا عذر جس میں تصویر کے بغیر چارہ کار نہ ہو تو اس کا بنوانا مباح ہے مثلاً شناختی کارڈ، حج اور بیرون ملک ملازمت کے لئے پاسپورٹ وغیرہ۔ تصویر کے بغیر مکمل نہیں ہوتے۔ مگر جونہی مذکورہ نوعیت کا کوئی عذر باقی نہیں رہے گا تو ساتھ ہی تصویر کی اباحت بھی ختم ہو جائے گی تصویر بنانے والے کے بارے میں آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ (صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) یَقُوْلُ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا اَلْمُصَوِّرُوْنَ" (بخاری ومسلم)

(حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام والتسلیم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ عذاب کے مستحق تصویر بنانے والے ہوں گے۔

قاعدہ نمبر ۱۰:

"ذِکْرُ بَعْضِ مَالَا یَتَجَزَّءُ کَذِکْرِ کُلِّهٖ"

(جس شئی کو تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو اس کے بعض کا ذکر کل کے ذکر کی مثل ہوتا ہے)۔

☆ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت ۸۰ ہجری اور سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے ☆

یعنی وہ اشیاء جنہیں اجزاء میں تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو۔ اگر دورانِ گفتگو ان کے نصف، ثلث اور ربع وغیرہ کا ذکر کیا جائے تو اس کی نسبت ان کے کل کی طرف ہوگی اور حکم مکمل شئی پر لگایا جائے گا۔

مثال نمبر ا۔ طلاق:

اگر خاوند اور بیوی کے مابین ناچاقی اور اختلاف کے سبب ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ ایک دوسرے سے علیحدگی اور جدائی لازم ہو جائے تو ایسے حالات میں بذریعہ طلاق دونوں کا مفارقت اختیار کرنا شرعاً جائز ہے۔ مگر طلاق ایسی شئی ہے جو اجزاء میں تقسیم نہیں ہو سکتی لہٰذا اگر خاوند نے طلاق کا حق استعمال کرتے ہوئے کہا:

"طَلَّقْتُکِ نِصْفُ طَلَاقٍ" (میں نے تجھے نصف طلاق دی)

یا اسی کی مثل یہ کہا:

"طَلَّقْتُکِ ثُلُثُ طَلَاقٍ" (میں نے تجھے طلاق کا تیسرا حصہ دیا)۔

تو ان الفاظ کے ساتھ نصف یا ثلث کی بجائے ایک مکمل طلاق ہوگی یا اس کے برعکس اس طرح کہا:

"نِصْفُکِ طَالِقٌ" (تیرے نصف کو طلاق)۔

یا کہا:

"ثُلُثُکِ طَالِقٌ" (تیرے تیسرے حصہ کو طلاق)۔

تو چونکہ عورت کا وجود تقسیم نہیں ہو سکتا اس لئے اس کے نصف یا ثلث حصہ کی بجائے مکمل جسم کو طلاق واقع ہوگی۔

تنبیہ:

ایسے حالات کے بغیر جن کی اصلاح طلاق کے بغیر ممکن نہ ہو طلاق دینے یا لینے سے گریز کرنی چاہئے۔ گو یہ عمل شرعاً مباح ہے مگر اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک پسندیدہ نہیں جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے عیاں ہوتا ہے۔

(۱) "عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ ○ (سنن ابی داؤد)

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ

حد یعمل فی الارض خیر لاھل الارض من ان یمطروا اربعین صباحا ☆ الحدیث

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حلال چیزوں میں سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے)

''عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیُّمَا اِمْرَأَةٍ سَئَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ. (ترمذی وابوداؤد)

(حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت نے عذر معقول کے بغیر اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے)۔

(۲) قصاص:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی. الآیة

(اے ایمان والو! تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے جو (ناحق) مارے جائیں)

(البقرہ: ۱۷۸)

رب قدوس نے اس آیت کریمہ میں قانون قصاص کی فرضیت کا ذکر فرمایا ہے کہ اگر ایک مسلمان دوسرے کو ناحق قتل کردے یا اس کو زخمی کردے تو اسی کے مطابق اس سے قصاص لیا جائے گا یعنی قتل کا قصاص قتل سے اور زخم کا قصاص زخم سے مگر اس کے ساتھ ساتھ اسلامی اخوت اور احسان کا درس دیتے ہوئے مقتول کے ورثاء کو مال کے عوض صلح کرنے یا بلاعوض معاف کرنے کی تلقین بھی کی گئی ہے اور ساتھ ہی قاتل کو صلح کی شرائط احسن انداز میں پوری کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ اب اگر قصاص میں غور کیا جائے تو ہمارے مذکورہ اصول کے مطابق اس کا تعلق ان اشیاء سے ہے جو تجزی اور تقسیم کو قبول نہیں کرتیں اس لئے اگر قصاص کے ورثاء میں سے کسی ایک نے اپنے حصہ کی صلح کر لی یا بلاعوض معاف کر دیا تو دوسروں کا مطالبہ قصاص بھی ساقط ہو جائے گا اور انہیں بھی اپنے اپنے حصہ کا مال وصول کرنا ہوگا یا پھر بلا معاوضہ معاف کرنا پڑے گا جیسا کہ درج ذیل عبارت سے واضح ہے:

''اِذَا صَالَحَ اَحَدُهُمْ اَوْ عَفَا سَقَطَ حَقُّ الْبَاقِیْنَ مِنَ الْقَوَدِ لِعَدَمِ التَّجَزِّیْ فَیَنْقَلِبُ نَصِیْبُهُمْ مَالًا''(حاشیہ کنزالدقائق بحوالہ عینی ۴۵۳)

ایک عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ چاند کی فضیلت دوسرے تمام ستاروں پر (سنن ابوداؤد وترمذی)

(جب ورثاء میں سے ایک صلح کر لے یا معاف کر دے تو دوسروں کا حق قصاص تقسیم نہ ہونے کے سبب ساقط ہو جاتا ہے اور ان کے حصص مال میں بدل جاتے ہیں)۔

(۳) قربانی:

اگر کسی نے نیت کی کہ میں اس مینڈھے کا نصف قربانی دوں گا تو اس سے مراد مکمل مینڈھے کی قربانی ہوگی یا کسی نے دوسرے کو کہا میں نے تجھے اس جانور کا ثلث (تیسرا حصہ) ہبہ کر دیا ہے تو اس کا اطلاق اس سارے جانور پر ہوگا کیونکہ نصف مینڈھے کی قربانی شرعاً جائز نہیں اس لئے کہ وہ قابل تقسیم نہیں لہٰذا جز بول کر مراد کل ہوگا اس طرح ہبہ کی صورت میں جانور کا ثلث کاٹ کر کسی کو نہیں دیا جا سکتا اس لئے اس صورت میں بھی جز بول کر کل ہی مراد لیا جائے گا۔ المختصر ہر وہ شئ جو تقسیم اور اجزاء کو قبول نہ کرتی ہو اگر دورانِ گفتگو اس کا جز بولا گیا تو اس کا اطلاق اس شئ کے کل پر ہوگا۔ (واللہ اعلم بالصواب)

(جاری ہے)

خوشخبری

اسکالرز اکیڈمی کی مطبوعات میں ایک شاندار اضافہ

سہ ماہی **اَلمُحسِن** کراچی

﴿محسنین کی خدمات جلیلہ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے﴾

عنقریب منظر عام پر آرہا ہے

پتہ : اسکالرز اکیڈمی پوسٹ بکس 17887 گلشنِ اقبال کراچی